جلد ۹ مضامین غیر نمبر ۲۸

یکشنبہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۲ء

اہم گفتگو

فی الحال ایک ہندوستانی اڈیٹر صاحب۔ قیصر جرمنی سے درخواست دے کے ملے۔ پوچھیے تو اب اڈیٹر صاحب کے مقدس و متبرک ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ لیکن جو گفتگو آپ نے قیصر سے فرمائی بخیال ارتجاب کسی طرح تضییع اوقات سے کم نہیں۔ یعنی ؎

آپ بڑے آدمی ہیں۔

اگر کوئی ہندوستانی رئیس ہوتا تو وہ خاموش رہتا مگر یورپ کی مٹی ایسے پانی سے نہیں گوندھی جا سکتی۔ یہ کلمہ بجائے خود طعن آمیز ہے اسلیے کہ عہد گزشتہ کی یاد اس سے تازہ ہو جاتی آخر غریب قیصر نے خود ہی کہہ دیا سے

ماجرائے نوجوانی عہد پیری میں نہ پوچھ
رنج ہوتا ہے اب اس قصہ کو دہراتے ہوئے

اور اڈیٹر صاحب کو بتا دیا کہ آپ مردم شناس نہیں ہیں ان باتوں کو چھوڑیے اور کچھ اپنے وطن کی کہیے مہاتما گاندھی اور ہوم رول کا قصہ چھیڑا مگر اڈیٹر صاحب نے اپنی خوش سلیقگی کو پھر بھی نہ چھوڑا اور پوچھ بیٹھے "لالہ لاجپت رائے کو بھی آپ جانتے ہیں؟" یہ سوال تو پھر بھی غنیمت ہے آگے چل کے آپ دریافت فرماتے ہیں "کیا آپ ۱۸۹۶ء سے یہاں مقیم ہیں۔ سنہ [illegible] کے بعد بندہ پہلا ہندوستانی ہے نہ؟ جسکو آپ کی ملاقات (تضییع اوقات) کا شرف حاصل ہوا ہے۔ غریب قیصر کو اقرار ہی کرتے بن پڑی کہ حضرت ہاں آپ ہی وہ آسمان پیما ہندوستانی ہیں۔ شاید ٹیگور کا ذکر [illegible] اس سے پہلے کہ کسی شاعری میں تضییع اوقات کا حصہ بہت کم ہے اگر میں اس کی نظموں کا ترجمہ نہ دیکھ چکا ہوتا تو میں سمجھتا کہ آپ میں اور اسمیں میں کوئی فرق نہیں یا عموماً ہندوستانی ایسے ہی ہوتے ہیں۔

ہمارے اڈیٹر صاحب نے اب فہرست پڑھنی شروع کر دی اور غریب قیصر کا امتحان لینے لگے جن کا ترجمہ بزبان پنچ یوں ہو سکتا ہے۔

آپ نے کبھی ہنڈے کے کچالو بھی کھائے ہیں۔ پکوڑیاں تو آپ نے دیکھی ہی ہونگی۔ اور کابلی مٹر تو بہت مشہور ہیں بھلا آپ کی نگاہ نے کہاں دیکھے ہیں۔ ہندوستان میں کچوری اور آلو کی بھاجی بھی کیا خوش ذائقہ غذا ہے۔ مگر بعض اوقات انکی بادانگیزی معدے کو تکلیف دیتی ہے۔ بور کے لڈو بھی بابل جنگ کے مشابہ ہوتے ہیں کھاؤ تو پچھتاؤ نہ کھاؤ تو پچھتاؤ۔ گیتک دمنک میں گیدڑ کی کہانی آپ کی نظر سے گزری ہے۔ خیر آپ کے سکریٹری صاحب اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور ہندوستان کے باشندے بھی آجکل اس قصہ سے دلچسپی لیتے ہیں۔"

سلسلۂ کلام میں جتنی برمحل اور کام کی باتیں ہوئیں سب کا آغاز قیصر کی جانب سے ہوا قیصر نے ایک نہایت ضروری مسئلہ دریافت کیا:۔

کیا فی الواقع ہندوستان میں درپردہ بالشوزم کی تبلیغ ہو رہی ہے۔ اور یہ تحریک کامیاب ہو سکتی ہے۔

ہمارے اڈیٹر صاحب کے ذہن کا گھماڑا کند ہو گیا۔ دھار جاتی رہی۔ جواب کھلا ہوا تھا کہ اس تحریک کی ناکامی یا کامیابی انگریزی حکومت کے طرز عمل پر موقوف ہے اگر ناراضی و ناچاقی بے انصافی و بے احتیاطی کی آندھی یوں ہی چلتی رہی تو تحریک کامیاب ہوگی اور اگر طرز عمل بدل گیا بجائے ظلم بازخانوں کے [illegible] مہذب ہمدرد حاکم جمع کر دیے گئے تو کچھ نہ ہونا چاہیے کہ ہنوز دلی دور است۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ دماغ کے زور سے سوال کا ڈول ڈول بہت بڑھتے ہم سمجھتے تھے میاں قیصر پاگل ہو گئے ہیں ٹھکانے کی بات اُن کے دماغ میں نہیں سماتی مگر ہمارے اڈیٹر صاحب سے جو گفتگو ہوئی اسمیں قیصر چپ رہا۔ اس غریب نے مغرب اور مشرق میں معاشرتی و مذہبی مساوات ثابت کرنے کی کوشش کی۔ یہ اسکا خلق تھا اڈیٹر صاحب نے جاتا چوٹ پہ التفا فرمائی یعنی آپ کا خدا بھی خیالی ٹھاٹر نیک نہ مانا ہے۔ اور چلتے چلاتے حسن طلب کا نمونہ بھی دکھا دیا۔ یعنی کسی قابل نہیں ہوں آپ مجھے شہنشاہ سے کچھ دلوائیے۔ اگر کوئی خالی الذہن شخص اڈیٹر صاحب کے اس کلام کو اس سوال سے مطابق کرے جو آپ نے قیصر کی ٹائپسٹ خادمہ سے کیا تھا تو اس سوال کے معنی کچھ اور پہنا سکتا ہے (آپ نے دربار قیصری کے داخلے سے قبل ایک ٹائپسٹ لیڈی سے پوچھا تھا کہ "قیصر کہاں سے کھاتے پیتے ہیں۔" اور لیڈی نے قیصر کا تمول ظاہر کیا تھا) مگر نیاز مندان خاص اڈیٹر صاحب سے حسن ظن رکھتے ہیں بے شک اڈیٹر صاحب نے تحفہ کا معاملہ اسی لیے پیش کیا تھا کہ اس ملاقات کی یادگار میں تصویر مل جائے اگرچہ تحفہ کی تفسیر تصویر کے ساتھ نہیں کی تھی۔ اس واقعہ کو بھی قیصر کی ذہانت پر محمول کرنا چاہیے بھئی خوب سمجھا نہ کوئی مرصع خنجر یا عمدہ نقاشی کی بندوق دی (جانتا تھا کہ ہندوستان میں ان چیزوں کا رکھنا ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے پولیس دروازے کی خاک نہ اڑائے گی کون ان ہندوستانی صاحب کو آفت میں پھنسائے) ایک تصویر نکال کے حوالے کی بغیر دستخط کی خالی خولی تصویر تھا لیا۔ اس وجہ سے اڈیٹر صاحب کے نزدیک کافی شرح اور کتبہ کی فرمائش کی کہ شاعر کہہ گیا ہے سے

چند تصویر بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

غرض تصویر کے ساتھ مکتوب بھی مل گیا۔ اڈیٹر صاحب اردو کے ماہر اہل قلم ہیں شاعر بھی ضرور ہوں گے اللہ کے فضل سے دونوں نعمتیں پا گئے۔ لوگ کہتے ہیں "المکتوب نصف الملاقات" یہاں ثواب ڈھائی گنا ہو گیا۔ یعنی کامل ملاقات سے

ساتھ تصویر مطلوب اور تصویر کے ساتھ مکتوب مرقومہ الحاصل ہیں۔ ایڈیٹر صاحب کی تفصیلی گفتگو کا عقد اخبار میں دیکھنے سے کوئی دلچسپی نہ ہوئی۔ ہم توقع تھے کہ ذیبا نامی کامی اڈیٹران چند منٹوں میں زمین آسمان کے قلابے ملادے گا۔ مگر اب تو سرے سے تمام باتیں بے اصل معلوم ہوتی ہیں۔ اڈیٹر صاحب ابتدائی جلوۂ قیصری کا حال یوں لکھتے ہیں:-

"ایک لمحہ میں میری ذہنی کیفیت بالکل قدرتی حالت میں آگئی میں نے محسوس کیا کہ میں ایک مساوی الشان اور بالکل بے تکلف "آشنا" کے ساتھ باتیں کر رہا ہوں۔"

مگر ہم کو یقین نہیں آتا چاہیے کوئی ہمیں بدعقیدہ تصور کرے۔ ذہنی حالت جیسی تھی ویسی ہی رہی اور اسکی جھلک تمام قیل و قال میں موجود ہے۔

بہرحال ہم ایک ہندوستانی اڈیٹر کو اس غیر متوقع عروج پر مبارکباد کہتے ہیں اگر وہ کبھی لکھنؤ تشریف لائے تو ہم ادب کے ان کی زیارت کرینگے۔ کیا معنے کہ ہمیں آجتک کسی ہندوستانی سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا جس نے قیصری جلوہ دیکھا ہو۔ عشق ہے۔ اور عشق میں کا صدمہ سے بدگمانی کوئی عجیب بات نہیں۔

راقم

ریویو

اپ ٹوڈیٹ ملازادہ
اور
کشمیرن کا عشق

سادھو بیگانی عشق آنا رونقالان اخبار پیا تقدس کی ڈھولک تورع کے مجیرے بجا کر محفل ملازادگی کو اسطرح روشن کرتے اور رقص ملا کا تماشا یوں دکھاتے ہیں کہ تواؤ۔

ہمیشہ دلبر سجان دیا کیا تند + ملازادہ اور ملاو دبیان جان مبارکباد

حضرت پنچ آپ دل میں خیال کرتے ہونگے کہ شریفوں کے گھر پر بھانڈوں کا کیا کام۔ تو حضرت یہ خیال خام ہے شریفوں ہی کے گھر سے بھانڈ پرورش پاتے ہیں اور شریفوں ہی گھر میں ادھم مچاتے ہیں۔ بھلا عام شریفوں کا مرتبہ تو پھر بھی کم ہے ابھی اب تو بڑے بڑے ملازادے بھانڈوں سے اسی طرح رشتہ جوڑنے لگے جیسے لالہ دھرم سنگھ اپنے چیلے گھوڑے سے "اے ہیں ہیں میں تیرے گھوڑے کی کچھ نہ پوچھیے کہا تا ہے اجتہاد کا اجارہ دار کہتا ہے میگزین بارک سگریٹ" ؎

ناصحا منصب سطرا بر عشاق حدیث
ہے دریں بادِ شیخ مفید ہست مرا

آنکھوں کی سختی کہتے نہیں کانوں کی دیکھی کہتے ہیں کہ کشمیریوں لینے سادھوبیوں یعنی بھانڈ کی گھر والیوں میں جب لڑائی ہوتی ہے تو بچے والو کا ناک میں دم ہو جاتا ہے اور عقدے بھی عنوان غریب کھلتے ہیں۔ اتفاقاً اس برسات کے موسم میں اینجانب کا سکان ملاح کی لنگوٹی اور عاشق کی آنکھ ہو گیا۔ آپ جانیے ڈھنی مکان ہے اور خدا سلامت رکھے قانون انگریزی کے ضابطہ قبضہ مخالفانہ کو مفت ہاتھ آیا ہے لہذا اسالانہ داغ دوزی و مرہم پاشی کی جانب سے دل بے رحم ہے جب آرام کا نگریسیوں کا ہوم رول ہو جاتا ہے تو کسی قدر توجہ چھت گرنے اور لیپا پوتی کرنے کی طرف مائل ہوتی ہے چنانچہ اسی غرض سے اینجانب بالائے بام تشریف لے گئے اب جو دیکھتے ہیں تو دو مقابل کے کوٹھوں پر جھپڑی بج رہی ہے۔ فرش بچھے ہوئے ہیں پاندان مقابہ سنگاردان ڈھولک سارنگی کے علاوہ پھکنیاں توے دبینے کڑاہیاں کرچھے بھی آلات حرب کی طرح کو تھکیے ہوئے رکھے ہیں۔ ہر طرف عورتوں کا ٹھٹھ ہے جیسے ایک عورت مولوین کا بھیس کیے کھڑی ہے پلا رہی ہے۔ اسی جھرمٹ سے کسی عورت نے پوچھا۔ اے بی کیا ہوا؟

دوسری بولی۔ نخی بوا تم جانتی نہیں۔ پرسوں پیار کی سے اشارے ہوئے اور کیا ہوا۔ ؎

دیکھ ملاؤ سے اشارے ہو چکے
ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے

اب تکی جلنے پر جناب بڑے مصنوعی ملا صاحب نے کاغذ کا مصنوعی سگریٹ منہ میں لے کے بھاؤ بتانا شروع کیا۔ وہ عبا کی پیشواز کا چکر باندھنا وہ پگڑی کا بار بار لٹک کے گھوم ہونا بس معلوم ہوتا تھا لٹو ناچ رہا ہے نتی کھلکھی اینجانب چھت کی دیکھ بھال بھول بھال کے رقص ملایانہ کی نقل دیکھنے میں ایسا محو ہوئے کہ ابر آگیا اور بارش شروع ہو گئی مگر یہ جنگ کی آگ تھی لکڑی کی آگ نہ تھی جو کاڈ کا بوندیاں پڑنے سے دھیمی ہو جاتی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے دل کی امنگ کچھ اور سوا کر دی۔ عمامہ اور عبا کی گردش نے تیزی کے ساتھ چکر باندھا اب کیجیے کہ ادھر تو یہ تماشا ہو رہا تھا ادھر فریق ثانی کی جانب سے گالیوں کی بوچھار آڑی ترچھی پڑنے لگی۔ بس قصے قصے میں مطلب کی توضیح صرف اسقدر ہوئی کہ شاید کسی ملازادے صاحب نے ایک مادہ بھانڈ (کیا کروں بھانڈ کی فارسی نہیں معلوم ہے) یا بھانڈ کی مادہ سے بر بنائے حق شفع خلطہ کی ٹھہرائی۔ طفل مادر طبع کے خوف سے پہلے تو معاملہ لڑائی کی طرح کونڈے ملے بند اور چوری چھپے طے ہوتا رہا بارے جب طفل مادر جلوہ شکم گودمیں شرم سے روپوش ہوا تو آمد و رفت اندھیرے اوجالے کسیقدر بے خوفی کے ساتھ ہونے لگی۔ عورت کے عزیز اقربا اپنی اور ملازادے کی رسوائی سے ڈرے اور یقیناً خاموش رہے البتہ ملازادے کی کج روی ملا کی کج روی کی طرح کبھی کبھی اکٹھی جانے لگی۔ اتفاقاً ایک روز مدخولہ ملازادہ مجلس ماتم میں شریک تھی کہ اسکی

پرانی سانس بھی آئی۔ اس نے آوازہ کسا کہ ذرگ سوروں کو بڑا بھی کہتے ہیں اور تگودی دو ریوڑیوں کے لالچ میں پیچھے بھی پڑتے ہیں۔ اس وقت سے یہ میدان داری قائم ہے۔ دیکھیے کب تک یہ چلتی ہے۔

سنتے ہیں کہ کشمیریوں کی لڑائی سالہاسال جاری رہتی ہے۔

اب قابل بحث یہ ہے کہ اگر زمانہ کا سانچا ایسے ہی مولوی ڈھالنے لگا جو ایک وقت ملا کی ہوں اور دوسرے بخلوت رونق بھانڈ ہوں تو فرمایئے کہ اسے ترقی کہیں گے یا تنزل۔ تنزل تو کہہ نہیں سکتے اسلیے کہ ڈارون علیہ ما علیہ کی اولیوشن تھیوری (ملیئے مذہب تدریجی) تنزل کے خلاف ہے۔ بندر ترش ترشا کے آدمی بن گیا۔ جانور فضائی گرات جب سرد ہوئے تو جیتو جنبش ہو گئے۔ بونٹ کا کیڑا تتلی بنا۔ ڈھیلے سے مینڈک اور مینڈک سے فٹ بولنے والا لیڈر تیار ہوا پس جب دنیا مائل بہ تنزل نہیں ہے تو مولویت کیوں تنزل پذیر ہونے لگی۔ اسکے علاوہ ایک کلاونت کی حکایت مشہور ہے جس کا لڑکا ذری کلمے پڑھتا تھا گانے بجانے میں دل کم لگاتا تھا اسکے اطوار سے کلاونت ناخوش تھا لاکھ سمجھایا مگر وہ کسکی سنتا ہے آخر جھلا کے کہنے لگا۔ سن بے نامعقول تو اپنی زندگی کیل کود میں بسر کرتا ہے واللہ اگر تو نے روزانہ چار گھنٹے سرگم کی مشق نہ کی تو پھر میں تجھے کسی مولوی کے سپرد کر دونگا وہ تجھ کو غوطہ طہارت سکھائے گا اور تو ساری عمر بھیک مانگے گا۔

پس بایں منطق دنیا رو بہ ترقی ہے اور مولوی سے بھانڈ ہو جانا اس ترقی کی دلیل ہیں۔ ایسے مولوی کو ملائے خشک کا لقب نہیں دیا جا سکتا

زمانے درس و تدریس و عبادت
کہ باشد نفس انساں را کمائے
زمانے ساد ہو بچی سے لگاوٹ
کہ باشد رنج خاطر را از دائے
مولوی کو امور دنیا سے نابلد نہیں کہہ سکتے۔

اسکے علاوہ اگر مومنین کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا حکم صحیح ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کشمیرن بازی میں نفس سرکش کی تادیب و تہذیب منظور ہے۔ سقراط نے بدصورت بدزبان بدمزاج عورت سے شادی کی تھی اور پوچھنے والے سے اسکا سبب بھی بتایا تھا کہ نفس مغرور سرکش کا علاج انکسار و تذلل ہے گالیاں سنتا ہوں تو غرور کا دیو دماغ سے نکل بھاگتا ہے۔ صورت نحس دیکھتا ہوں تو لذات دنیائی فنا کا یقین ہو جاتا ہے۔

ممکن ہے کہ جناب مولانا اپنے ورع و تقدس و تقویٰ و عصمت پر کسی وقت مغرور ہو جاتے ہوں اور اس غرور کی مدافعت ساد ہو بچی کے اختلاط سے فرماتے ہوں۔ اچھے لوگ از راہ انکسار یا مجلس میں بیٹھتے ہیں کسی کو خط لکھتے ہیں تو اپنے تئیں نحیف حقیر فقیر ضعیف مسکین کا لقب دیتے ہیں۔ خدا بخشے قاضی منصورین مومنی کو جب ان سے کسی انکا نام پوچھا تو فرمایا۔ حقیر کو کبوتری رطل بوق منت ...... والپانزدہ کہتے ہیں۔ یعنی قاضی قاذ کی ماں ہے قاذ تیز پرواز پرند ہے انکسار اً قاذ کو کبوتری سے بدل دیا۔ من ہوتا ہے چالیس سیر کا رطل ہوتا ہے کچھ کم آدھ سیر کا۔ صور قیامت کے بھونپو کا نام اور بوق ایک معمولی کھلونا ہے۔ ابن افضل ہے بنت سے۔ مو کے معنی ہیں بال۔ او بالوں کی حقیر قسم آپ جانتے ہیں کہاں ہوتی ہے ...... سی کے معنی تیس اور میں کے آدھے پانزدہ۔ خلاصہ یہ کہ ہر ایک محتشم لفظ کی جگہ مختصر لفظ قاضی صاحب نے اختیار فرمائی کہ مغرور نفس کی تذلیل و تحقیر ہو۔

بھانڈوں کا گروہ بھی ایک مقدس گروہ ہے۔ ملا کے جار یا بس عبوس و ترش چہرہ کو جو شخص ہر وقت دیکھتا رہتا ہے وہ بھانڈ کی مادہ کا ننھا کھل کھلاتا سلونا مکھڑا دیکھے تو زانو غم کیونکر ہو سکے۔ بھلا بتایئے رنج اچھا یا خوشی۔ خدا رنج سے بچائے اور اس گروہ کو سلامت رکھے جو قلب مومن کو اپنی حرکات سے مسرور کرتا رہتا ہے۔

بانی پھر کبھی۔

واقف

کہ گئے مدینہ گئے کربلا گئے
جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے

افسرانہ شاعری

چند روز سے حامد اللہ صاحب افسر بی اے بھی اردو شاعروں کی فہرست میں دکھائی دیتے ہیں موصوف کی ذات سے ہم واقف نہیں مگر اسقدر کہ حسب دستور زمانہ بی اے ہونے کے بعد جس کسی سر پر اردو لکھنے پڑھنے کا کام آپڑتا ہے وہ گویا حق تمسک اردو کا تمسک انگریزی سرٹیفکیٹ کے ساتھ یونیورسٹی سے پا جاتا ہے انھیں میں سے ایک افسر صاحب بھی ہیں اتفاق کی بات ایک کاغذ اخبار پر بے تحاشا نظر پڑ گئی جس میں آپ کے پرتو افکار جمع تھے سنتے ہیں کہ حال کی لغت میں افکار کے معنی آئینہ یا درخشندہ چیز کے ہیں یہ آئینہ ہر دماغ کی سنگار میز پر رکھا رہتا ہے جب ضرورت ہوئی اردو کی چندیا کی طرح کلہ صاف کر لیا۔ کیونکہ قرینہ اور روابط کا وجود جو کہ استعارہ کنایہ اور تشبیہ میں ضروری چیز ہے ان حضرات کے نزدیک فضول ہے انھوں نے

بجز اس کے کہ مگر یہ کہ اردو کو بے داموں کی لونڈی بنا رکھا ہے اور دیا اسکے متعلق الفاظ آتے ہیں۔ اگلے جو ترت البتہ پرتو آئینہ انکار یا مشاطہ عروس سخن کہا کرتے تھے تاکہ پرتو اور مشاطہ کا لفظ بھونڈا اور مبتذل ہو رہے الغرض گہ کے یہ جملہ چلاتے ہوئے انکار کی بہوت سے ایسی اڑیں کہ گئیں اگر ناظرین بھی آب نظر رکھتے ہوں تو شاعرانہ شوخی کا ماشاد کہیں مگر خسارہ صحت کلام پر مجانہ گزرنے تو شکایت نہ فرمائیں۔

افسر شعرا صاحب فرماتے ہیں ؎

جب خوشی کا خیال آتا ہے
دل مایوس کانپ جاتا ہے

واقعی شادی اور خوشی کا خیال ایسا ہی ہوتا ہے۔ شاعر دل کو مادل اور یہ کہتے ہیں تو ذرا بھی شادی ہیں تو ذرا بھی پھیر ہے اگر دل مایوس صاحب کانپنے لگے تو عیب نہیں۔

.... وہ زمانہ لد گیا جب کسی مایوس کے واسطے خوشی کا خیال آ بیہودہ ہوجاتا تھا اب فطرۃ بدل گئی۔ یہ خوشی ہے جو مل بھی اپنے وقت کی شب لرزہ رہا ہے

دوسرا شعر ؎

دل کسی پہ نہیں ٹھہرتا
کون یہ بار بار گاتا ہے

پرچہ کی صاحبیت ہے "دل کو ان گول دھیل گاتا ہے" پولیس پولیس کی صدا بھی اسکے ساتھ ہوتی تو لطف دوبالا ہو جاتا۔ شاعر کے پرتو انکار رہتے ہیں کہ گانا دوسری بات ہے... دوسری چیزیں دل نہیں لگتے بلکہ آواز ایسی دلکش ہے کہ اس نے بیکار کر دیا۔ مگر جسطرح پہلے کا وجود قائم بالغیر ہوتا ہے اسیطرح ان معانی کا وجود بھی۔

تیسرا شعر ؎

گر ہے آواز میری خود دم نزع
یا کوئی دور سے بلاتا ہے

واہ صاحب ... اور دور سے بلاتا اور آ گیا تو ہے کوئی ادنا بیت ... اشتباہ ہے اپنی آواز کی ... نئی ترکیب کا شعر ہے۔ یہاں اپنی آواز پہ اشتباہ کی ضرورت نہیں جو قتل سماعت کا قصور ہے۔

چوتھا شعر ؎

ہے کل عالم نظر میں ویرانہ
کوئی ایسے بھی دل دکھاتا ہے

بھئی سبحان اللہ واہ رے "لاکم" بہت ترے "ہیں" کی ایسی تیسی کمبخت اور سے کا کھائی ہو انسروں کی ٹھوکر؟ بچا یا ری کر گے ہو گے دیکھیو یوں پچھاڑتے ہیں اب میاں عالم کو بھی قدر و عافیت معلوم ہو گی جائیں میڈیکل کالج بنا ئیں آنکھ دیں ان انہیں آ جاتا ہو گئے۔ اندھے کی دونہ فریاد نہ دعا ماریں گے کا اور مصرعہ ثانیہ کا تو جواب نہیں "ایسے بھی" کے معنے ہیں "یوں بھی" اسطرح بھی مسل حل آپ کے "ایسے بھی" کی فصاحت پر تمام دنیائی شاعری صدقے۔ کیا کہیں شاقط التہذیب ہونے کا الزام قائم ہو چکا ہے ورنہ ہم کہتے کہ ایسی شاعری کی ایسی تیسی اگر نظم کے بغیر قراقر فی البطن ... کا اندیشہ ہے تو یوں کہیے ؎

سارا عالم نظر میں ہے ویران
اسطرح کوئی دل دکھاتا ہے؟

اللہ اردو کی جان پہ رحم کرے غریب محض بیکسی ہے۔ جس کو دیکھیے ایک تخلص رکھ کے شاعر بن جاتا ہے۔

راقم

خاکسار ادبار

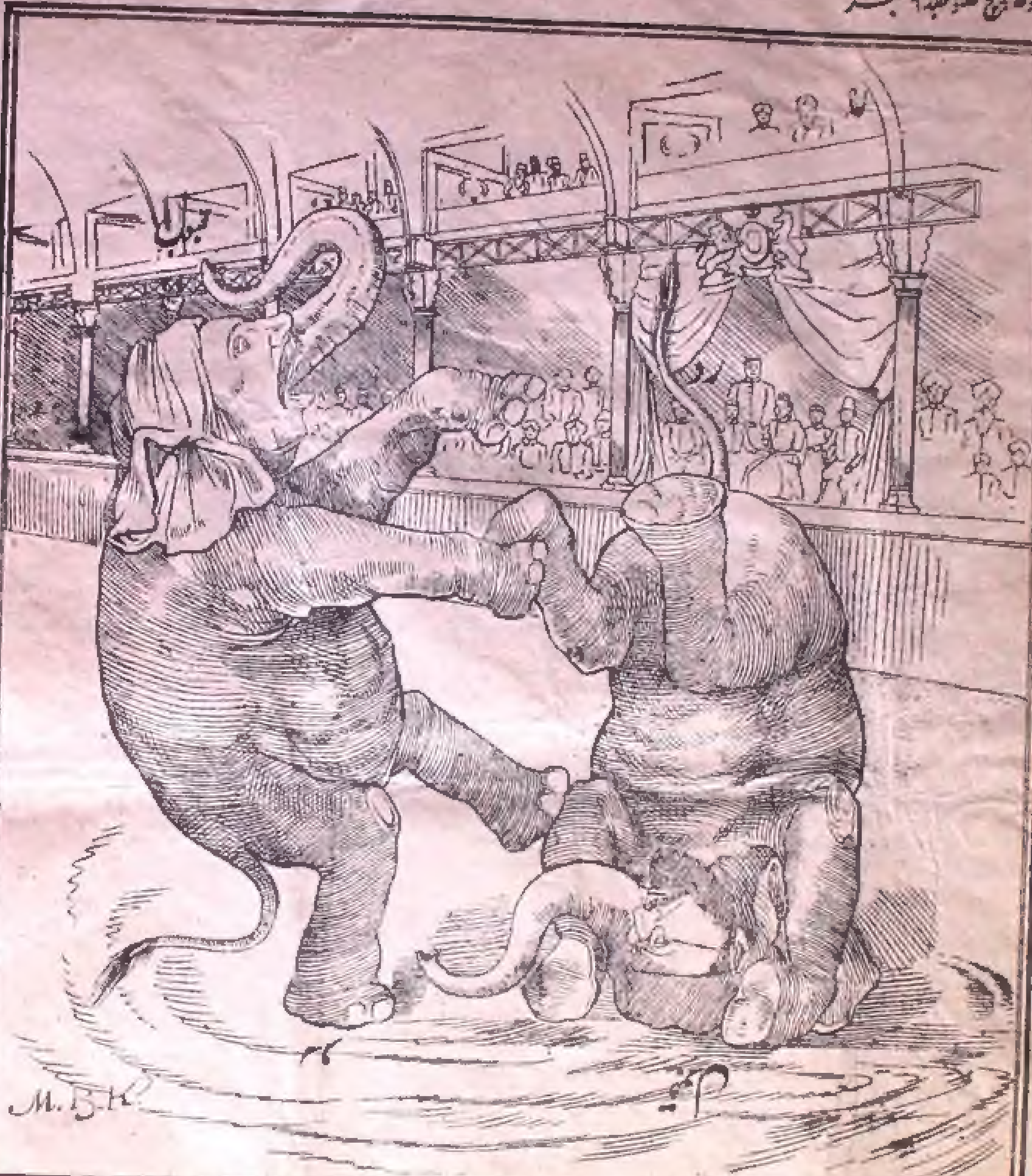
مولانا پنچ کی نوٹ بک

اگبڑ جو گبڑا

ایک تھے پنڈت جی گر نام ہی کے پنڈت تھے جنم منڈلی پر پڑ لینے کہنے کا خانہ بالکل خالی۔ بیچارے کو شاید گنتی بھی معلوم نہ تھی تھوڑا (تا ہم کا حساب لکڑیوں پر لگاتے تھے جب ایک دن ختم ہوا اس طاق سے لکڑی نکل اس طاق پر رکھدی۔ الغرض کی بات کہ پنڈت جی کی وفات سے قبل کسی دن پنڈت جی کی کوٹھری میں گئیں دیکھا کچھ لکڑیاں ایک طاق پر ہیں کچھ دوسرے طاق پر آدی تھیں سگھڑ سب لکڑیاں ایک ہی طاق میں رکھ دیں۔ اب سنیے کہ ایک شخص تیج پوچھنے آیا پنڈت جی حسب معمول کوٹھری میں گھس گئے وہاں جاکے دیکھتے ہیں تو مہینے کے سب دن ایک ہی طاق میں جمع ہیں بہت گھبرائے بی بی سے پوچھا: گیا یہ شادی کی امتاستی جو ہے خوشخب تھیں ایک میں گبڑ دو ہو کا گئیں۔ بیچاری نے معذرت کی کہ مجھے معلوم نہ تھا فرمانے لگے اب ہم تیج کیسے بتائیں۔ پنڈتانی تھیں جیت کا جلدی سے کہنے لگیں سب لکڑیاں ایک ساتھ گبڑ گئیں دل گئیں تو کہ کیوں نہیں دیتے کہ آج گبڑ جو تھ ہے ہمارے مائیکل اوڈائر حکومت پر یہی الزام لگاتے ہیں کہ اس نے اور تحقیقاتی کمیشن نے بھی ساری تھیچیاں گبڑ کے رکھ دیں۔ لہٰذا تمام کا متفقہ "گبڑ جو تھ" ہے اس سے کوئی صحیح تیج معلوم نہیں ہو سکتی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جسٹس بیکار ڈی کا فیصلہ تو خدا نخواستہ گبڑ جو تھ نہیں۔ سادہ سے بیس ہزار پونڈ تھوڑے نہیں ہوتے۔

کربال میں غلہ

زاغلول پاشا معاملات سوڈان کے گھونگر والے بال سلجھانے ولایت جانے والے تھے مگر کسی شاطر نے سفر کی کنگھی کا دندانہ شہید کر دیا۔ یعنی عبد اللطیف عبد القادر نامی طالب علم نے سارا جھگڑا ایک دم میں چکا دینے کی نیت سے فائر کر دیا۔ شکر ہے کہ بال بال بچے گولی ابھی تک سینہ میں موجود ہے۔ اب سوڈانی مباحثہ کچھ دنوں کے لیے کھٹائی میں پڑ گیا۔ بعد صحت دیدہ خواہد شد۔ خدا جانے اس شرارت کا بانی مبانی کون تھا۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے بشکستہ دماغ اور دعائے صحت کا تار دیا ہے۔ خدا ایسے معصوم صفت وزیر کی دعا مستجاب کرے آمین۔



ہماری کانگریس کا عجیب ردّ و قبول

فتح میں شکست اور شکست میں فتح مضمر ہے۔

فتنہ بیدار شد

پیچیے صاحب ڈی ولیرا صاحب قید سے آزاد ہوئے اب دیکھنا چاہیے یہ آزادی کتنوں کو گرفتار کرواتی ہے۔

والدۂ امام

سر آغاخان کی والدہ مشہد مقدس رضوی کی زیارت کرنے گئی ہیں۔ تعجب ہے گھر میں امام موجود ہے اور وہ دوسرے اماموں کی زیارت کرتی پھرتی ہیں تھوڑے دنوں صبر کرتیں۔ صاحبزادہ ولایت سے آجاتا۔ تکلیف کی ضرورت ہی کیا تھی!۔

شکریہ خشک

ہمعصر حقیقت کے "ر-ع" نامہ نگار صاحب نے اودھ پنچ کی کاغذی ادلی بدل پر شکریہ خشک ادا فرمایا ہے۔ اودھ پنچ کے ساتھ اتنی دلچسپی شاید کسی خریدار کو آج تک نہوئی تھی۔ اللہ رے ہم اور دیکھیے یہ سلسلہ کب تک قائم رہتا ہے۔

"الناظر"

"الناظر" لکھنؤ کا ایک معتبر پرچہ ہے اور تیرہ چودہ سال سے جاری ہے مالک صاحب چھ سات ہزار روپیہ نقصان اٹھا چکے اب حال یہ ہے کہ ناظرین تو موجود ہیں پرچہ نکالیے گا تو دیکھینگے ضرور مگر نذر کیمیا اثر مفقود۔ بدمذاقی اور بدمزاجی کی وہ چیز بھی بارگاہ ہے کہ بن مطبوعات میں بد معاشی نحافی دلخراشی مذہب تراشی نہیں انکے پوچھنے والے بہت کم ہیں۔ اور ہیں بھی تو مفلس قلاش گویا لاشی باشی۔ ہرے ہرے رنگ دیکھنے سے بھوک مٹتی نہیں۔ باتیں چکنانے سے گرسنگی کی یبوست دفع نہیں ہوتی۔ بغیر دم کھائے پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک بیچارے بقول نواب صاحب کے فکر پر دم نہ کشیدم پر عمل کرتے رہے مگر آئندہ دیدوں پر چھیپان پڑتے معلوم ہوتے ہیں۔ ترقی کا دارومدار صرف توسیع اشاعت پر ہے اگر لوگ متوجہ ہو جائیں تو یہ مفید پرچہ باقی رہ سکتا

سے خسارہ پورا ہو جاتا۔

تدبیر چلیگی؟

سر چارلس رپٹ سوال کرتے ہیں "اگر جنٹلمین فیس اکہ اکالیوں کی تحریک ہرگز مذہبی نہیں ہے تو آیا حکومت ہند اس تحریک کو دبانے کے فوری احکام جاری کرے گی؟"

ہم انکا سا جواب دیتے ہیں۔ کچھ دنوں کے لیے لارڈ ریڈنگ کی جگہ تم ہی چلے آؤ۔ تو حال کھلے یا وہیں سے بیٹھے بیٹھے کوئی تدبیر بتاؤ مگر شرط یہ ہے کہ نرالی ہو اگولیاں چل چکیں قید و بند کا سلسلہ جاری ہے۔ اور بقول بیاں بنگالی گفتہ ترک غذا ترک لباس۔ ڈنڈے جوتے کوئی گت اٹھا نہیں رکھی اب اکالیوں کا قول ہے کہ ان پر بادتی [illegible] چلنے والے ہیں۔ ہر نبدھک کمیٹی پر حساب فہمی کی نالش کروائی گئی ہے تاکہ دربار ہی پھونک جائے ان تدابیر کے علاوہ اور جو کچھ آپ ارشاد فرمائیے اسکا سامان بھی کیا جائے۔ سچ پوچھو تو ناخدا والوں کی ایسی دھڑک تمام ہی مشکل ہے جتنی لارڈ ریڈنگ لے کی۔ ہر چند کہ مقدمہ بازی کو پراتی بھی سیل جائے گا کیا ہے۔ کمیٹی کی بددیانتی ثابت ہو تب بھی اکالی چندہ دیے رہیں گے۔

قیاس یہی کہتا ہے سے

یاں نشہ وہ نہیں جسے ترشی اتار دے

جونپور کا پل اور کارٹون کی پشت

میر غلام حسین خان جونپوری مولف زیج بہادر خانی ہیأت و ہندسہ بلکہ اکثر معقولات کے ماہر کامل تھے۔ بنارس میں رہتے تھے ان کے قول کو دیکھ کے جونپوری بے فکروں کو فکر ہوئی کہ کچھ اینٹھنا چاہیے سید سے سادے مولوی نہیں کماتے دھاتے ہیں مگر [illegible] ان سب نے مل کے میر صاحب کی خدمت میں لکھ بھیجا کہ حضرت! جونپور آپ کا وطن ہے اگر آپ وطن ہو کوئی کسی خبر لیجیے گومتی کا قدیم پل اگر ہاں گر بستہ ہو گیا ہے وہ بہے جاتے ہیں۔ اس کام کے منتظموں کو تھوڑی سی بہت رشوت دی جائے تو نجات ممکن ہے۔ میر صاحب نے خط دیکھتے ہی ہزار روپیہ فوراً بھیجے اور اعیان جونپور کے نام سفارشی خطوط لکھے کہ آپ بھی مدد کیجیے ورنہ اہل وطن کو بہت تکلیف ہوگی۔ یاران وطن نے روپیہ رکھے اپنے ڈب میں اور خطوط دبا رکھے مگر بات مشہور ہو گئی اور کسی بے تکلف دوست نے میر صاحب سے کہا آپ بھی عجیب بے وقوف ہیں بھلا پل بھی ایسی چیز ہے کہ کوئی اُسے اُٹھائے جائے۔ میر صاحب نے فرمایا کہ بھائی لوگوں نے جھوٹ بول کے روپیہ کھالیے۔ مگر میں نے کوئی بیوقوفی نہیں کی تم عالم جرثقیل کی کرامتوں سے واقف نہیں ہو۔ پل تو ایک حقیر چیز ہے اگر ایک انجینیر چاہے تو اسباب مہیا ہو جانے پر پہاڑ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جا سکتا ہے۔

واقعی ناواقفوں کو سمجھانا بہت مشکل ہے ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ کارٹون کی پشت پر سادہ صفحہ چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک حماقت و اسراف ہے جناب یہ حماقت نہیں ہے۔ کاغذ باریک ہے پشت کے حروف کی سیاہی ادھر پھوٹ نکلے گی پنچ تصویر کلجھاں اور چھائیں دار ہو جائے گا۔ جیسے مصور کی محنت اور تصویر کا حسن دونوں برباد۔ بارہا تجربہ کیا گیا۔ اسی سے "لندن پنچ" کا بڑا کارٹون بھی دوسری طرف سادہ رکھا جاتا ہے۔

"اجو کھیت میں لڑکا پیٹ میں بونڈن کی دھوم"

مجلس اقوام (لیگ آف نیشن) میں ہمارے جابل صاحب کو اکثر یہ جو حال ہے تو پنجوں کے بل چلتے ہیں۔ کوئی بات چھیڑی اور جھٹ آپ لیگ آف نیشن کے حوالہ فرمانے پر مستعد ہو گئے۔ سچ پوچھیے تو ساری دنیا اس لیگ آف نیشن کی حیثیت ذاتی سے واقف ہے اور سمجھتی ہے کہ لیگ آف نیشن کے معنے برطانی قوت کے ہیں۔ آپ موصل کا معاملہ بھی لیگ کے سر تھوپنے چلے تھے مگر ترک

کوئی ماموں بھانجے تو ہیں نہیں۔ انھوں نے لکھا اور ترکوں کے ہاتھ پر رکھ دیا کہ موزین والے معاہدے کا اب تک نفاذ نہیں ہوا آپ کس نتیجہ پر اس معاملے کو لیگ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں۔ لیگ کی اپنی ایسی تیسی میں آئیے ہم اور آپ دو بدو گفتگو کریں۔ نہ لڑکا پیدا ہوا نہ جوکانے گئے پرموڑن اور عقیقے کی دھوم کیسی؟

جرائد کی سادہ لوحی

بعض خوش بادہ جرائد اس خبر سے باغ باغ ہوئے جاتے ہیں کہ خلیفہ عبد المجید خاں شام تشریف لانے والے ہیں۔ یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ ایک جدید خونریزی کا سامان ہو رہا ہے اور فرانس کو مسلمانوں کے مقابلے میں سینہ کشادہ کرنے کا موقع ملنے والا ہے ترکوں کی ناک میں بتی چلائی جائے گی۔ اور ممکن ہے کہ اس باسی لیاڈگی میں موصل کا معاملہ بھی گاؤ خبط ہو جائے۔

ان جرائد کی حماقت بھی لکھ رکھنے کے قابل ہے جنھوں نے ترکوں کے متعلق اس خبر کو بے سوچے سمجھے یقین کر لیا کہ تُرکوں نے خلافت بے واسطہ جب بشرطیکہ تمام دنیا کے مسلمان مصدق ہوں خلافت کا بوجھ اپنی گردن پر لادیں۔ اگر انھیں خلافت کی اطاعت منظور ہوتی تو خلیفہ کو ہمیشہ کے لیے معزول ہی کیوں کرتے۔ ایک نادہند قرضدار کو قاضی نے گدھے پر تشہیر کرایا اور اعلان کر دیا کہ آئندہ جس شخص کو جو کوئی قرض دے گا وہ خود ذمہ دار ہوگا۔ دن بھر تشہیر ہوئی شام کو گدھے والے نے کرایہ مانگا۔ قرضدار نے کہا آپ بھی عجیب خر بے دُم ہیں صبح سے اس وقت تک آپ کو یہ نہ معلوم ہوا کہ بندہ کس علت میں ماخوذ ہوا ہے حالانکہ جب تشہیر کا اعلان خود ہی فرماتے رہے۔

خیالات و سوانح

... ۱۹ جولائی میں ... پھر اکھاڑا بانگی ... نرمہ ... گئی ہے۔ ... کے متعلق آپ فرماتے تھے ... دو ... فارسی ہیں ...

لہٰذا ان کے ساتھ لاوزنی ترکیب درست ہے۔ اور سراج الدین علی خاں آرزو کا شعر سند پیش کرتے ہیں۔ لیکن خود نہیں فرماتے کہ یہ دونوں لفظ فارسی میں کبھی نہ تھے یہ تو مخصوصات ہند سے ہیں اگر عربوں کو ان الفاظ کے استعمال کرنے کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی پان اور اگال کو پان اور اگال کہنے پر مجبور ہوں گے۔ خان آرزو سے مرزا بیدل مقدم ہیں وہ بھی اپنی غزلوں میں پان کی لفظ کئی جگہ نظم کر چکے ہیں۔ اعلام اکثر ایک زبان سے دوسری زبان میں لے لیے جاتے ہیں مثلاً انجن لماسی ریل۔ "دوان" فارسی ہے اسی طرح بازہ فارسی ہے اور فارسی ہی رہے گا اور بعینہٖ بارت اردو کے ساتھ منضم ہو سکتا ہے۔

اصولی غلطی اور فصاحت ایک ہی شے نہیں دونیا نے مدینہ پر پہلے جو اعتراض کیا تھا وہ دست کے متعلق تھا اور اس کا خلاصہ اودھ پنچ میں شائع ہو چکا۔ یہ دعوے کہ اکثر بارہ غیر فصیح ہے بعد کو کیا گیا۔ دعوے صحیح تھا اس وجہ سے حضرت دونیا نے قبول فرمالیا۔ بے چین اور سجادار کی ترکیب ہرگز غلط نہیں ہے۔ شیخ محمد جان شاد مرحوم پیرو میر شاگرد میر کلو عرش مغفور نے برابر ان الفاظ کو نظم کیا ہے خصوصاً بے چین تو زبان کا روز مرہ ہے۔ یہاں کے فصحا نے کبھی اس پر اعتراضات نہیں کیا۔ بر جھی بردار اور علم بردار جمعدار کا نام ہے اگر کوئی نظم کرنا چاہے تو دوسرا لفظ لا ہی نہیں سکتا مجبوراً ان ہی کو نظم کرے گا۔ رہا پچھے بازہ کا لفظ تو مولانا علی نقی صفی لسان القوم نے حال ہی میں بمقام فیض آباد شیعہ کانفرنس ایک نظم پڑھی تھی یہ نظم بنام جنت جگہ جگہ چھپی ہوئی موجود ہے اور اس میں پچھے بازہ کی لفظ نظم کی گئی ہے۔ مولانا دنیا کے نامی شعرا میں سے ہیں۔ فوق البھڑک اور قریب المرگ "غلط العام" میں داخل ہے دونوں لفظ بولے جاتے ہیں مگر کہیں نظم میں ان کا نشان موجود نہیں۔ اسکے علاوہ انکے عربی یا فارسی ہونے کا کبھی دعوے نہیں کیا گیا۔ یہ اردو میں اور ہمیشہ اردو رہیں گے۔ یہ کبھی مضاف و مضاف الیہ نہیں ہوں گے آپ خاطر جمع رکھیے اور نظم و نثر میں انھیں کبھی استعمال نہ فرمائیے۔ فوق البھڑک میں فوق کے کوئی معنے نہیں ہیں وہ بھی الماغوچی آؤل جلول۔ اور ٹٹ پونجیا کا ایک بھائی ہے اور اصل نسل کا اردو لفظ ہے۔ قریب المرگ خیال کی زبان سے تعلق رکھتا ہے اہل علم قریب مرگ کہتے ہیں۔ خدا کے لیے "الست" کے "ال" کو بھی عربی کی علامت نہ سمجھیے گا یہ بھی اردو ہے ان تمام توجیہات کے بعد آخری التماس یہ ہے کہ ہم کسی کے قصائی نہیں ہیں نہ یہ اختیار رکھتے ہیں کہ غلط لفظ بولنے والے کا گلا گھونٹ دیں۔ جانب داری کا الزام ہم کو بالکل غلط دیا گیا ہے۔ حتی الوسع اصلاح زبان میں ہم نے کوتاہی نہیں کی۔ اس پرچہ کا اصلی موضوع یہی ہے۔ اگر لوگ "اودھ پنچ" کے ایرادات پر توجہ نہ فرمائیں تو کسی کا اجارہ نہیں۔

عذر

تین مضامین کی سرخیاں

مشیخت آرا کی بحث۔
مکتوب ایرانی۔

تینوں مضمون پھر آئندہ پر اٹھا رکھے۔ لگاتار بارانی برسنے اور مکانات کے غرق ہو جانے سے پرچہ سنیں بھی بیل گئے۔ دو پرچے ایک ساتھ نکالے جاتے ہیں۔ ایک ہفتے سے برابر بارانی برس رہا ہے کبھی بے وقت ہو جاتی ہے کبھی دوران پر کھنچ جاتی ہے۔ بہرحال کھینچ تان کے پرچہ بروقت نکالنے کی کوشش کی جائے گی

راقم منیجر

چھپ گیا

اودھ پنچ میں یہ بے نظیر ظریف ناول چھپ چکا ہے چھپ کے مضحک نتائج دیکھنے ہوں تو ضرور طلب فرمائیے۔
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

بعض ضروری امور کا اظہار

(١) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ذائقہ کی اور ساگ پر جا مضمون نگار کی قابلیت اڈیٹر کی استعدادوں کا اُنھیں کافی واقفیت ہو گئی اُنکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے ہیں اُن کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب صفت کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں نا گوار ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور ہر مضمون بھی اُنکے مذاق کے موافق ملجائیں تو دام وصول۔ ورنہ پانچ پانچ نہار قیمت کمائی ہما بہ خیر شما بہ سلامت۔

(٢) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاک خرچ کی مقاوت دکھانے کے مساوی ہے لہٰذا حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مرسلہ تا پہنچ کی زحمت سے بچیں اور زر آنے کی جگہ جا کر آنے ہی صرف نہ ہو۔

٣۔ بعض قدر دان دفتر سے ختم مدت خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس عرصہ میں ناغہ ہو گئے سب کیجا بھیجو تا کہ فائل ناقص نہ رہے۔ اُنکی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں موجود ہو۔

(٤) بعض پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جاتے ہیں وہ صرف ٢ ہفتہ کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں مفصل شکایت کی ضرورت نہیں لفافہ یا پوسٹ کارڈ بھیجیے اور پرچہ منگا لیجیے۔

(٥) اگر کوئی پرچہ ڈاک کے بیچ آپ کی ذمہ میں رہ گیا تو خود خریدار ہو جانے سے پر اس قدر دانی ادا نہیں ہو گا بلکہ جا ہیے کہ اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی فرمائیں خیر الناس من ینفع الناس۔

والسلام۔

منیجر

اعلان با حلف

دعا سیف الجبت مع موہنی منتر

حضرات اگر آپ کسی معشوق کے مبتلا ہیں وہ آپ کو نہ ملتا ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا کسی حاکم افسر کو مہربان کرنا چاہتے ہو حسب منشا شادی کرانا چاہتے ہو فوراً اہل اسلام دعا سیف الجبت اور اہل ہنود موہنی منتر منگا کر آزماویں موہنی منتر سے مطلوب تین یوم میں اور دعا سیف الجبت سے ١٠ یوم میں ضرور معشوق مل جاتا ہے دعا صبح کے وقت صرف ایک مرتبہ پڑھی جاتی ہے جو پانچ منٹ میں ختم ہوتی ہے موہنی منتر تین یوم پڑھا جاتا ہے ہدیہ کچھ نہیں ہے صرف سارے عمر اور غربا سے عمر علاوہ محصول لیا جاتا ہے۔ اگر آپ اس حلفیہ اعلان پر بھی اعتبار نہ کریں آپ کی قسمت۔ جو کتب زہر عشق کامل عمر، فسانہ دلفریب عمر، مفتاح الغیب عمر، ماہ پیکر عمر، لذت النساء با تصویر عمر ملنے کا پتہ:

بہار حسن بکڈپو ڈاکخانہ نانوتہ ضلع سہارنپور

شرائط ایجنسی

(١) سو روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(٢) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(٣) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(٤) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے بچے ہوئے پرچے واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(١) مجلدات اودھ پنچ ١٩١٢ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ٨ مع محصول ڈاک۔

(٢) جلد ١٩١٣ء کے دو نمبر اور نمبروں میں دستیاب ہو سکے جن میں نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ علاوہ محصول ڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

معجز نما حمائل مترجم مع تفسیر کلید دو

نمونہ مفت روانہ ہوگا

جس پر حکیم ... حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا حاشیہ ہے ... مع فہرست ... اعلیٰ کاغذ پر چھپکر تیار ہوئی ہے ... [illegible]

ملنے کا پتہ

نور محمد کارخانہ تجارت کتب کشمیری بازار کوچہ چیلاں دہلی

مفت نمونہ

منگوا کر دیکھو

کھانسی پانی میں کیانے کا مسالہ ایسا ہے کہ ... اسکی صفت کو آزما کر دیکھو ... ملنے کا پتہ پیارے لال شکل ہرا گنج کانپور

خوشبو دار ۱ ... خوش ذائقہ ۱ ... خوش رنگ ۱

زردہ تنباکوئے خوردنی

فی سیر ... عہ ... عہ ... عہ ... عہ

قوام مشکی زعفرانی گولی نقرئی و طلائی

... مفصل لسٹ

مفتداخان افتداخان

تاجر تنباکوئے خوردنی دھنیا ٹولہ ... لکھنؤ

تار کا پتہ ... لکھنؤ ... فہرست مفت بھیجی جاتی ہے۔

سورج مارکہ

٢٢٩

جرمنی خضاب

... بالوں کو ... سیاہ بھی ...

ہر صفت موصوف ہے

سفوف اور ٹکیہ

قیمت ... [illegible]

المشتہر

... [illegible] ... لکھنؤ